السلام علیکم ورحمة اللہ وبرکاتہ

کیا مقروض کا صدقہ کرنا صحیح ہے؟ مقروض سے کون کون سے شرعی حقوق ساقط ہوجاتے ہیں؟

الجواب بعون الوہاب بشرط صحة السؤال

وعلیکم السلام ورحمة اللہ وبرکاتہ!

الحمد للہ، والصلاة والسلام علیٰ رسول اللہ، أما بعد!

صدقہ کرنا ان امور میں سے ہے جن کا شرعاً حکم دیا گیا ہے اور یہ بندگان الٰہی کے ساتھ احسان ہے، جب کہ درست طریقے سے صدقہ کیا گیا ہو۔ صدقے سے انسان کو ثواب ملتا ہے اور قیامت والے دن ہر شخص اپنے صدقے کے سائے میں ہوگا اور صدقہ ہر حال میں مقبول ہوتا ہے، خواہ انسان پر قرض ہو یا نہ ہو بشرطیکہ قبولیت کی شرطوں کی مطابق ہو اور وہ یہ کہ صدقہ اللہ عزوجل کے لیے اخلاص کے ساتھ کیا گیا ہو، حلال کمائی سے ہو اور صحیح جگہ پر صدقہ کیا جائے۔ شرعی دلائل کے تقاضے کے مطابق انہی شرائط کے ساتھ صدقہ مقبول ہوگا۔ اس سلسلہ میں یہ شرط نہیں ہے کہ انسان پر قرض نہ ہو لیکن اگر قرض اس کے سارے مال کے بقدر ہو تو حکمت اور عقل کا تقاضا یہ نہیں کہ انسان صدقہ کرے، جو کہ مستحب ہے واجب نہیں اور قرض کو ترک کر دے جو واجب ہے، اس کو چاہئے پہلے واجب کو ادا کرے پھر صدقہ وخیرات کرے۔ اہل علم کا اس شخص کے بارے میں اختلاف ہے جو صدقہ کرے اور اس پر اس کے سارے مال کے بقدر قرض ہو۔ بعض لوگوں نے کہا ہے کہ اس کے لیے یہ جائز نہیں کیونکہ اس میں صاحب قرض کا نقصان ہے اور واجب قرض کی صورت میں اپنے ذمے کو باقی رکھنا ہے۔ بعض لوگوں نے کہا ہے کہ یہ جائز ہے لیکن خلاف اولیٰ ہے۔ بہرحال جس انسان کے ذمے اس کے اپنے سارے مال کے بقدر قرض ہو، اسے صدقہ نہیں کرنا چاہیے حتیٰ کہ وہ اپنے قرض کو ادا کردے کیونکہ واجب نفل سے مقدم ہے۔ جہاں تک ان حقوق شرعیہ کا تعلق ہے، جو مقروض کے لیے معاف ہیں، ان میں سے ایک توحج ہے۔ مقروض انسان پرحج واجب نہیں حتیٰ کہ وہ اپنے قرض کو ادا کردے۔

زکوٰۃ کے بارے میں اہل علم میں اختلاف ہے کہ یہ مقروض سے ساقط ہے یا نہیں؟

بعض اہل علم نے کہا ہے کہ قرض کے مقابل زکوٰۃ ساقط ہوجائے گی، خواہ مال ظاہر ہو یا ظاہر نہ ہو۔ بعض نے کہا ہے کہ قرض کے مقابل زکوٰۃ ساقط نہیں ہوگی بلکہ اسے اپنے سارے مال کی زکوٰۃ ادا کرنا ہوگی، خواہ اس پر قرض ہو، جو نصاب کو کم کرتا ہو۔ بعض نے اس میں فرق کیا ہے کہ اگر مال کا تعلق اموال باطنہ سے ہو جو نظر نہ آتے ہوں یا دیکھے نہ جاسکتے ہوں، مثلاً: نقدی اور سامان تجارت وغیرہ تو قرض کے مقابل مال سے زکوٰۃ ساقط ہوجائے گی اور اگر مال کا تعلق اموال ظاہرہ، مثلاً: مویشیوں اور زمین سے حاصل ہونے والی پیداوار سے ہو تو زکوٰۃ ساقط نہیں ہوگی۔

میرے نزدیک صحیح بات یہ ہے کہ زکوٰۃ ساقط نہیں ہوگی، خواہ مال ظاہر ہو یا غیر ظاہر۔ جس کے ہاتھ میں بھی اس قدر مال ہو جس میں زکوٰۃ واجب ہوتی ہے تو اس میں زکوٰۃ واجب ہوگی۔ اسے اپنے مال کی بہر صورت زکوٰۃ ادا کرنی چاہیے، خواہ اس کے ذمہ قرض ہو۔ کیونکہ زکوٰۃ مال میں واجب ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

خُذ مِن أَموٰلِهِم صَدَقَةً تُطَهِّرُهُم وَتُزَكّيهِم بِها وَصَلِّ عَلَيهِم إِنَّ صَلوٰتَكَ سَكَنٌ لَهُم وَاللَّهُ سَميعٌ عَليمٌ ١٠٣ ... سورة التوبة

''ان کے مال میں سے زکوٰۃ قبول کرلو کہ اس سے تم ان کو (ظاہر میں بھی) پاک اور (باطن میں بھی) پاکیزہ کرتے ہو۔ اور ان کے حق میں دعائے خیر کرو کہ تمہاری دعا ان کے لیے موجب تسکین ہے اور اللہ سننے والا جاننے والا ہے۔''

اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے یمن کی طرف بھیجتے ہوئے حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ سے فرمایا تھا:

(أَعْلِمْهُمْ أَنَّ اللّٰهَ افْتَرَضَ عَلَيْهِمْ صَدَقَةً فِي أَمْوَالِهِمْ تُؤْخَذُ مِنْ أَغْنِيَائِهِمْ وَتُرَدُّ عَلَى فُقَرَائِهِمْ» (صحيح البخاري، الزكاة، باب وجوب الزكاة، ح: ١٣٩٥ و صحیح مسلم، الايمان، باب الدعاء الى الشهادتين وشرائع الاسلام، ح: ١٩»

''ان کو معلوم کرادو کہ اللہ تعالیٰ نے ان کے مالوں میں زکوٰۃ کو فرض قرار دیا ہے، جو ان کے دولت مندوں سے لے کر ان کے فقیروں میں تقسیم کردی جائے گی۔''

صحیح بخاری میں یہ حدیث انہی الفاظ کے ساتھ ہے۔ بہرحال کتاب وسنت کی دلیل سے معلوم ہوا کہ زکوٰۃ اور قرض میں تعارض نہیں کیونکہ قرض آدمی کے ذمے واجب ہوا کرتا ہے اور زکوٰۃ مال میں واجب ہے، یعنی ہر ایک کے وجوب کا اپنا اپنا مقام ہے، لہٰذا ان میں تعارض اور تصادم نہیں ہے۔ قرض مقروض کے ذمے واجب ہے لیکن زکوٰۃ مال میں واجب ہے، جو اسے ہر حال میں ادا کرنی ہوگی۔

ھذا ما عندي واللہ أعلم بالصواب

فتاویٰ ارکان اسلام